بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

حدود قوانین میں ترامیم کا بل ۲۰۰٦ء: ایک جائزہ

آخر کار حدود آرڈیننس میں اس 'روشن خیال' ترمیم کے چہرے سے پردہ اُٹھ ہی گیا جس کے بارے میں تمام ذمہ داران کو اسمبلی میں با قاعدہ پیش ہونے سے قبل مخفی رکھنے کی تاکید کی گئی تھی۔ اور اس ترمیمی بل کے لئے فضا کو سازگار بنانے کے غرض سے ۳ ماہ سے قوم کو مضحکہ خیز اور یک طرفہ پروپیگنڈے کے بخار میں مبتلا کیا گیا تھا جس پر بظاہر تو ایک اخباری گروپ نظر آرہا تھا لیکن اس کی پشت پناہی کے لئے حکومت کی پوری ابلاغی مشینری متحرک تھی۔ سوال یہ ہے کہ ''حدود اللہ پر بحث نہیں، لیکن حدود آرڈیننس کوئی خدائی قانون نہیں۔'' کا نعرہ بلند کرنے اور اسے حدود قوانین پر بحث کی وجہ جواز بنانے والوں نے جو ترامیم پیش کی ہیں، کیا اب وہ اللہ کی طرف سے براہِ راست نازل شدہ ترامیم لیکر آئے ہیں۔ حدود قوانین کے نفاذ کے موقع پر اگر مسلمانانِ پاکستان کو ان پر اتفاق تھا جسے بعد کی ۱۵ اسمبلیوں نے سندِ جواز بخش کر صدارتی آرڈیننس سے 'حدود قوانین' کا درجہ دیا، تین بار مختلف اسمبلیوں میں ان قوانین میں ترمیم کا بل پیش ہوا جسے سندِ قبولیت نہ مل سکی، تو اس کے بالمقابل وہ 'خدائی' ترامیم جو اپنے یومِ آغاز سے پوری قوم کو منتشر کر چکی ہیں، ان کی کیا حیثیت ہے؟ جس کا ثمرہ یہ ہے کہ پوری قوم میں ہر جگہ مباحثہ ومجادلہ کی کیفیت طاری ہے۔

پھر 'حدود قوانین' کوئی عام قانون نہیں کہ اس میں علماے دین کی رائے کو نظر انداز کر دیا جائے بلکہ حدود قوانین میں ترمیم خالصتاً شریعتِ اسلامیہ کا موضوع ہے۔ اس لئے منطقی طور پر قرآن وسنت پر مبنی قوانین پر تبصرہ کرنے کی سب سے پہلی ذمہ داری علماے کرام ہی کے کندھوں پر آتی ہے۔ لیکن سخت کوشش کے باوجود منبر ومحراب سے اس 'روشن خیال بل' کی حمایت میں ایک لفظ بھی ادا نہیں کروایا جاسکا۔

www.KitaboSunnat.com

اب ہم ایک نظر اس بل کے مندرجات پر ڈالتے ہیں:

❶ یہ امر قابل توجہ ہے کہ حد زنا آرڈیننس کی کل دفعات ۲۲ ہیں، جبکہ اس بل میں مجوزہ ترامیم کی تعداد ۳۰ ہے، گویا ترمیم اصل قانون سے بھی زیادہ طویل ہے۔

❷ حکومت کا دعویٰ یہ تھا کہ حدود آرڈیننس کو منسوخ نہیں کیا جائے گا، جب کہ ان ترامیم پر ایک نظر ڈالنے سے ہی یقین ہو جاتا ہے کہ ترمیم کے نام پر حدود قوانین کو ہی منسوخ کر دیا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ اس بل کے ذریعے حد زنا آرڈیننس کی کل ۲۲ دفعات میں سے ۱۲ دفعات (۳،۶،۷،۱۰،۱۱،۱۲،۱۳،۱۴،۱۵،۱۶،۱۸،۱۹) کو مکمل طور پر منسوخ کیا جا رہا ہے اور مزید ۶ دفعات (۲،۴،۸،۹،۱۷ اور ۲۰) میں جزوی حذف و ترمیم تجویز کی گئی ہے۔ اس عمل کے بعد صرف ۴ دفعات باقی ایسی ہیں جو اپنی اصل شکل میں حدود قوانین میں موجود ہیں۔

(دیکھئے بل میں مجوزہ ترامیم: ۱۱ تا ۱۹)

❸ ایسی 'ظالمانہ' دفعات جن کی منسوخی کا تقاضا کیا گیا ہے، ان میں سے چند ایک بطورِ مثال ملاحظہ بھی فرما لیجئے:

✳ دفعہ ۲ کی شق 'ہ' کو نکال دیا گیا ہے جس کی رو سے شادی شدہ زانی کے لئے رجم کی سزا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مرتبین میں حدِ رجم کے منکرین شامل ہیں۔

✳ دفعہ ۳ کو کلی طور پر حذف کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے، اس دفعہ کا قصور یہ ہے کہ اس کی رو سے حدود قوانین (حدود اللہ) کو تمام دیگر قوانین پر برتری دی گئی ہے۔

✳ دفعہ ۴ میں ہر اس مباشرت کو زنا قرار دیا گیا تھا جو دو مرد و عورت 'جائز نکاح' کے بغیر کریں۔ لیکن اس دفعہ میں 'جائز نکاح' کے لفظ سے 'جائز' کو حذف کیا جا رہا ہے۔

✳ حدود قوانین سے مذاق کی انتہا یہ ہے کہ پہلی ۹ دفعات میں جن جرائم کا تذکرہ اور ان کی تعریفات متعین کی گئی ہیں، بعد ازاں ۱۰ تا ۱۹ (یعنی ۱۰) دفعات میں ان کی سزاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حدود قوانین کو معطل کرنے کا بہترین طریقہ یہ سوچا گیا ہے کہ ان تمام جرائم کی سزا کو ہی حذف کر دیا جائے، یاد رہے کہ یہ دس دفعات ان جرائم کی سزا پر مبنی ہیں۔

❹ حدود قوانین کی وہ معصوم بے ضرر دفعات بھی ملاحظہ ہوں جنہیں بعینہٖ برقرار رکھا گیا ہے

www.KitaboSunnat.com

پہلی دفعہ تو بل کے وقتِ نفاذ اور نام وغیرہ کے بارے میں ہے جبکہ دفعہ ۲۱ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے مسلم جج، البتہ غیرمسلموں کے لئے غیر مسلم جج بھی ہوسکتا ہے اور دفعہ ۲۲ میں وہ مستثنیٰ صورتیں ذکر کی گئی ہیں جہاں حدود آرڈیننس کو جاری نہیں کیا جائے گا۔

❺ یہی رویہ حدِزنا آرڈیننس کے علاوہ حدِقذف آرڈیننس کے ساتھ بھی اختیار کیا گیا ہے جس کی ۸ دفعات (۴،۱۰،۱۱،۱۲،۱۳،۱۵،۱۶،۱۷،۱۹) کو کلی طور پر منسوخ اور ۶ دفعات (۱،۶، ۸، ۹، ۱۴ اور ۱۷) میں حذف وترمیم کی گئی ہے۔اس آپریشن کے بعد محض چھ دفعات ہی صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں۔ (دیکھئے بل میں مجوزہ ترامیم: ۲۰ تا ۲۹)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر حذف وترمیم کے بعد موجودہ بل کو ترمیم سے تعبیر کیا جائے یا اسے حدود بل کی منسوخی قرار دیا جائے؟

❻ اب ایک نظر ان ترامیم کی شرعی وقانونی حیثیت پر بھی جن کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جارہا ہے کہ ''ان میں سے کوئی بھی کتاب وسنت کے خلاف نہیں۔'' چودھری شجاعت حسین کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ اگر ایک ترمیم بھی خلافِ اسلام ہوتو وہ اس بل کی حمایت ترک کردیں گے۔ بل کی سفارشات ملاحظہ فرمائیں اور قرآن وسنت کی مقدس تعلیمات بھی، پھر فیصلہ خود کیجئے:

① بل کی ترمیم نمبر۶ کی رو سے زنا بالجبر کی سزا کو سزاے موت قرار دیا گیا ہے جو خلافِ اسلام ہے۔کیونکہ اسلام نے زنا بالجبر کی صورت میں سزاے موت کے بجائے شادی شدہ زانی کی سزا سنگساری قرار دی ہے، چاہے وہ عورت کی رضا سے زنا کرے یا جبر سے۔ گویا اسلام میں زنا ایک جرم ہے جس کی تقسیم رضا اور جبر کے بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ زنا بالقتل (زنا +قتل) کی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی حدود وتعزیرات کی کوئی اصطلاح نہیں۔اس سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک فیصلہ حدیث کی مشہور کتاب موطا امام مالکؒ میں ہے کہ ''آپ نے زنا بالجبر کے ایک کنوارے مجرم کو کوڑے اور جلاوطنی کی سزا دی، پھر جلاوطنی کاٹ کر واپس آنے کے بعد اسے زنا پر مجبور کی جانے والی عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا۔'' (کتاب الحدود، حدیث:۱۳)

اسی طرح صحیح بخاری میں یہ واقعہ درج ہے کہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عمرؓ نے زنا بالجبر کے ایک مجرم کو کوڑوں کی حد لگائی اور اس کو جلا وطن کر دیا، نہ کہ اس کو سزاے موت سنائی۔'' (حدیث نمبر:۶۴۳۶)

④ اس ترمیمی بل کی سب سے خطرناک شق '۱۷' ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''حد زنا آرڈیننس کی دفعات ۱۰ تا ۱۶ اور ۱۸، ۱۹ حذف کردی جائیں گی۔'' بالخصوص دفعہ ۱۹ کو حذف کرنے کی اہمیت یہ ہے کہ دفعہ ۱۹ کی ذیلی شق ۳ کے ذریعے پاکستان میں زنا بالرضا کے انگریز دور کے ۸ قوانین معطل کردیے گئے تھے، جس کی ضرورت یہ تھی کہ تعزیراتِ پاکستان کے سابقہ قانون (دفعہ ۴۹۷) کی رو سے زنا بالرضا کوئی جرم ہی نہیں تھا، بلکہ صرف وہ زنا جرم تھا جس میں شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی بدکاری کا ارتکاب کرے۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء سے قبل پاکستان میں کسی کنواری، بیوہ یا مطلقہ کی رضامندی سے زنا قانوناً جرم متصور نہیں ہوتا تھا۔ جبکہ بیوی کے ساتھ اُس کے شوہر کی اجازت کے بغیر زنا کرنے کی سزا محض ۵ برس تھی، یہ جرم قابل ضمانت بھی تھا جس کے خلاف صرف شوہر ہی شکایت کرسکتا تھا۔ موجودہ ترمیمی بل میں اس سابقہ قانون کو بحال کرنے کے لئے دفعہ ۱۹ کو کلی منسوخ کرنے کی ترمیم پیش کی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پھر وہی دورِ جاہلیت لوٹ آئے گا کہ پاکستان میں کنواری، بیوہ یا مطلقہ کا زنا بالرضا کوئی جرم ہی نہیں رہے گا۔ یہ اس بل کی سب سے خطرناک بلکہ شرمناک ترمیم ہے۔ جو صرف خلافِ اسلام ہی نہیں بلکہ اللہ سے جنگ اور اسلام سے بغاوت کے مترادف☆ ہے۔

کیا ایک مخصوص گروپ کے ذرائع ابلاغ نے تین ماہ تک اسی مقصد کے لئے عوام کو 'ذرا سوچئے' اور پارلیمنٹ کو 'کب سوچنے' کی دہائی مچا رکھی تھی اور کیا پاکستانی پارلیمنٹ کے معزز اراکین اور زعماے قوم ایسی ترمیم کے حق میں اپنے ووٹ استعمال کرکے اللہ کے غضب کو

☆ ایک ملاقات میں امریکی قونصلیٹ نے یہ موقف پیش کیا کہ زنا کاری جرم نہیں بلکہ والدین کی نافرمانی کی طرح صرف ایک گناہ ہے، اسلئے ۱۹۷۹ء سے پہلے کے قوانین ہی بہتر ہیں۔ اس موقف پر میں نے انہیں جواب دیا کہ اوّل تو قرآن کی رو سے زنا کاری محض گناہ نہیں بلکہ اس کی سزائیں بھی موجود ہیں اس لئے یہ ایک جرم بھی ہے، دوم یہ کہ امریکہ تو سٹیٹ اور چرچ میں جدائی کے نظریے پر کاربند ہے لیکن پاکستان اور مسلمانوں کیلئے یہ امر قابل قبول نہیں کیونکہ یہ نظریۂ پاکستان کی اساس کے خلاف ہے اور اسلام میں بھی اس کی کوئی گنجائش نہیں مزید برآں عیسائیوں کے برعکس مسلمانوں نے اپنی عظمت کا دور اسلام کی سربلندی میں ہی گزارا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

دعوت دینا چاہتے ہیں؟ اور یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ ایسے بل کا احترام کیا جائے یا اس کو ردّی کی ٹوکری کی نذر کیا جائے جیسا کہ متحدہ مجلس عمل نے قومی اسمبلی میں کیا ہے؟

③ ان ترامیم کے ذریعے بڑی ڈھٹائی سے باہم متضاد قانون سازی کی جارہی ہے۔ کیونکہ سابقہ تعزیراتِ پاکستان (درحقیقت تعزیراتِ برطانوی ہند) کی دفعات کو دوبارہ زندہ کردینے سے ایک طرف کنوارے یا کنواری کے لئے زنا بالرضا کی صورت میں بدکاری کی کوئی سزا نہیں رہے گی مگر دوسری طرف حدود قوانین میں ان کے لئے سزا موجود ہے۔ ایسے ہی تعزیراتِ پاکستان میں زنا بالجبر کے حوالے سے نئی دفعات کا اضافہ کرنے کے بعد زنا بالجبر کے مجرم کے لئے تو سزاے موت کا فیصلہ کیا جائے گا جبکہ حدود قوانین کی رو سے کنوارے زانی کو محض ۱۰۰ کوڑوں کی سزا ہونی چاہئے۔ گویا اس ترمیم کی بعض دفعات سے باہم متضاد قوانین جنم لے رہے ہیں۔ اس تضاد کا ظالمانہ اور باغیانہ حل یہ تجویز کیا گیا ہے کہ حدود آرڈیننس کی دفعہ ۳ کو منسوخ کردیا جائے تاکہ اس کے بعد حدود قوانین کی تعزیراتِ پاکستان پر کوئی برتری باقی نہ رہے۔ نتیجتاً حدود قوانین کی بچی کچھی دفعات کی حیثیت بھی متضاد اور دوہری قانون سازی کی بنا پر عملاً محض نمائشی رہ جائے گی اور بظاہر پاکستان میں حدود اللہ کا نام تو باقی رہے گا لیکن زنا قانوناً جرم ہی نہیں ہوگا۔

نیز یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے کہ ایک طرف انگریز کے بنائے ہوئے 'ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰' کے قوانین یا انسانی قوانین کو تو ترجیح حاصل ہو، لیکن اللہ کے قوانین کو ایک اسلامی مملکت میں کوئی نمایاں جگہ نہ مل سکے۔ جبکہ قرآن کی رو سے نبی کریمؐ کے فیصلے کو قبول نہ کرنے والوں کا دین وایمان خطرے میں ہے۔ (دیکھئے سورۃ النساء: ۶۵)

نیز دستورِ پاکستان کی رو سے کتاب وسنت پاکستان کا سپریم لاء ہیں اور حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ملک میں اسلامی طرز زندگی کو رواج دینے کے لئے اقدامات کرے۔ اس اعتبار سے یہ ترمیم دستور پاکستان کے بھی منافی ہے۔

④ مجوزہ ترمیم نمبر ۹ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ رپورٹ رشکایت کے مرحلے پر ہی مدعی کے علاوہ چار تحریری حلفیہ گواہیاں بھی جمع کرائی جائیں۔ قانون کے اجرا کا یہ طریقہ خلافِ اسلام،

www.KitaboSunnat.com

خلافِ قانون اور خلافِ عقل ہے۔ دورِ نبویؐ کے متعدد واقعات میں زنا کی شکایتیں محض ایک شخص کے کہنے پر درج کی گئیں۔ (دیکھیں محولہ بالا حدیثِ موطأ امام مالک) یوں بھی اسلام کی رو سے زنا کرنے والے مرد یا عورت کا اکیلا اعتراف بھی ان پر حد کی سزا قائم کرنے کے لئے کافی ہے، ان کے لئے چار گواہوں کی ضرورت نہیں۔ (صحیح مسلم: رقم ۳۲۰۷) پھر اسلام میں زنا پر چار گواہیاں بھی مدعی کو شامل کر کے چار شمار کی جاتی ہیں، نہ کہ اس کو نکال کر جبکہ ترمیم نمبر ۹ کی ذیلی شق ۲ میں مدعی کے علاوہ مزید چار گواہیاں ضروری قرار دی گئی ہیں جو خلافِ اسلام ہے۔

یہ ترمیم خلافِ قانون اسطرح ہے کہ پاکستان میں اس سے بھی زیادہ سنگین جرائم مثلاً بغاوت یا قتل وغیرہ کے لئے پہلے مرحلہ پر ہی جرم کو مکمل ثابت کرنے کا تقاضا نہیں کیا جاتا، حدود قوانین کے خلاف ہی یہ امتیاز کیوں برتا جا رہا ہے؟

اور خلافِ عقل اس لئے کہ ہر جرم کی گواہیاں اس مرحلے پر لی جاتی ہیں، جب جرم کا فیصلہ کر کے مجرموں کو سزا سنانا یا بری کرنا مقصود ہو، جبکہ FIR (فرسٹ انفرمیشن رپورٹ) میں تمام گواہیاں ضروری نہیں ہوتیں۔ یہ رپورٹ دراصل جرم کے خلاف پولیس کے کام میں معاونت ہے کیونکہ جرائم کی روک تھام اور اس کی خلاف ورزی کی شکایت کرنا پولیس کی ذمہ داری ہے۔ اس کی بجائے رپورٹ کرنے والے کو چار گواہیوں کا پابند کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اس نے رپورٹ کر کے قانون کی مدد کی بجائے بذاتِ خود ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے، لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ پہلے اپنی صفائی پیش کرے۔ گویا اس ترمیم کے ذریعے مجرموں کی حوصلہ افزائی اور مدعی کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ یوں بھی اگر اس جرم کے عمل سے پولیس کو نکال دیا جائے تو معاشرے میں عصمت فروشی کے اڈّوں کی راہ میں حائل تھوڑی بہت رکاوٹ بھی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

مزید برآں حدود قوانین کو پولیس کی رپورٹنگ سے نکال کر سیشن کورٹ کے دائرۂ عمل میں لانے سے بھی عملاً ایسے واقعات کی روک تھام اور رپورٹ انتہائی مشکل ہو جائے گی۔ پنجاب بھر کے ۳۴ اضلاع میں صرف ایک ایک سیشن عدالت ہیں جن میں اس طرح کے کیسوں کا اندراج عام شہری کے لئے انتہائی مشکل ہوگا۔ بعض اضلاع تو اس قدر وسیع وعریض ہیں کہ ایک رپورٹ درج کرانے کے لئے بعض اوقات پورا دن درکار ہوتا ہے۔ یوں بھی ان عدالتوں

www.KitaboSunnat.com

کے اوقاتِ کار تھانوں کے برعکس کافی محدود ومختصر ہوتے ہیں۔☆

⑤ ترمیم نمبر۹ کی ذیلی دفعہ ۵ کے الفاظ یہ ہیں کہ ''اگر عدالت کا افسر صدارت کنندہ مدعی اور چار یا زائد گواہوں کے حلفیہ بیانات کے باوجود یہ فیصلہ دے کہ کارروائی کے لئے کافی وجہ موجود نہیں ہے تو وہ رِٹ کو خارج کر سکے گا۔'' اب ترمیم نمبر۲۲ کو پڑھئے کہ ''عدالت کا افسر صدارت کنندہ مجرم کو بری کرتے ہوئے اگر مطمئن ہو کہ جرم قذف مستوجبِ حد کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ قذف کا کوئی ثبوت طلب نہیں کرے گا اور حد قذف کے احکامات صادر کرے گا۔''

ان ترامیم سے پتہ چلا کہ چار گواہوں کے بعد بھی زنا کے ملزم کی بریت جج کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے اور دوسری طرف مدعی پر از خود قذف کی سزا لاگو ہو جائے گی، اور اس صورت میں مدعی کے خلاف قذف کے کسی ثبوت یا عدالتی کاروائی کی ضرورت نہ ہوگی، محض جج کا ذاتی اطمینان ہی کافی ہوگا۔ ان ترامیم کی رو سے ایک طرف زنا کے ملزمین کو غیر معمولی تحفظ دیا جارہا اور ان کے خلاف رپورٹ کو مشکل تر بنایا جارہا ہے اور دوسری طرف رپورٹ کرانیوالے پر قذف کی سزا لاگو کرکے اس کو بنیادی حقوق مثلاً ثبوتِ الزام کے لئے مطلوبہ گواہیوں اور عدالتی کاروائی وغیرہ سے بھی محروم کیا جارہا ہے۔ اس ترمیم کا مقصود ومدعا واضح ہے، ملزم کو ظالمانہ ترجیح کس بنیاد پر اور رپورٹ کرنے والے پر ظلم کیونکر؟ یہ امتیاز اور ترجیح کیا اسلام اور قانون کے تقاضوں کے مطابق ہے؟

⑥ ترمیم کے آخری پیراگراف کے یہ الفاظ بھی محل نظر ہیں: ''صرف سیشن کورٹ ہی مذکورہ مقدمات میں سماعت کا اختیار رکھتی ہے۔ اور یہ جرائم قابل ضمانت ہیں تاکہ ملزم دورانِ

☆ بعض لوگ یہ دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ دورِ نبویؐ میں بھی لوگ آپ ﷺ (یعنی عدالت) کے پاس سیدھا کیس لے کر جاتے تھے، نہ کہ پہلے پولیس کو رپورٹ کراتے اور وہی عدالت ان کا فیصلہ کر دیتی۔ لیکن یہ لوگ صرف مطلب کی آدھی بات بیان کرتے ہیں جبکہ اسلام کی رو سے منصبِ قضا کو سنبھالنے والا تو قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور ان کا مکمل عالم ہوتا ہے۔ اگر یہ لوگ انگریز کے عدالتی نظام کی بجائے شریعت کے ماہر علما کے ہاتھ میں ان جرائم کے مقدمات دے دیں تو ملک میں چند روز میں امن قائم ہو جائے، جیسا کہ سعودی عرب اور طالبان کے چند سالہ اقتدار میں چشم فلک یہ نظارہ دیکھ چکی ہے، طالبان پر بہت سے اعتراض کئے جاتے ہیں لیکن غیر مسلم بھی ان کے منشیات پر کنٹرول اور امن وامان کے قیام کو مسلمہ امر مانتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

سماعت جیل میں یا سیت کا شکار نہ رہے۔ پولیس کو کوئی اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مذکورہ مقدمات میں کسی کو گرفتار کرے۔'' (بل کا متن بحوالہ روزنامہ خبریں: ۲۲/اگست ۲۰۰۶ء)

ان ترامیم کے اثرات ونتائج جاننے کے لئے اس مثال سے مدد لینا مناسب ہوگا:

فرض کیجئے کہ ایک جگہ زنا کا وقوعہ ہوتا ہے، اوّل تو یہ پولیس کے دائرۂ عمل سے ہی باہر ہے کہ وہ اس کی رپورٹ درج کرے۔ اب ایسا شخص کہ جس کی عزیزہ سے زیادتی ہوئی ہے، وہ دادرسی کے لئے شکایت درج کرانے نکلتا ہے تو سب سے پہلے چار گواہوں کو تیار کرنا اس کی ذمہ داری ہے جو تحریری حلفیہ گواہی دے سکیں۔ اس مرحلے پر عدالتوں میں سماعت ودادرسی کی ناگفتہ بہ صورتِ حال اور حد قذف کی لٹکتی تلوار سے ڈر کر کوئی آدمی اس مقصد کے لئے راضی ہی نہیں ہوگا۔ اُنہیں راضی کرنے میں ہی وہ شریف آدمی اپنی عزت کی مزید رسوائی تو کما لے گا جبکہ ابھی زنا کے حقیقی مجرموں کی سزا کا دور دور تک کوئی اِمکان نہیں۔ اب دور دراز سے سفر کرکے مدعی اور چار گواہ سیشن عدالت میں جا پہنچتے ہیں تو وہاں چاروں گواہ حلفیہ تحریری بیان جمع کرائیں گے۔ اگر اس کے باوجود عدالت کو وقوعہ پر ہی اطمینان نہ ہوا تو ان گواہوں پر قذف کی سزا ازخود لاگو ہو جائے گی، جہاں عدالت میں مزید کسی ثبوت یا ملزم کو اپنے دفاع کی گنجائش بھی نہیں ملے گی۔ بالفرض اگر عدالت ان کی گواہی سے مطمئن ہو کر مقدمہ داخل سماعت کر لیتی ہے، تب بھی مجرموں کو فکر مندی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ جرم قابل ضمانت ہے، اور عدالت کو ان کی یا سیت اور محرومی کا بھی پورا پورا احساس ہے۔

ان حالات میں عوام کو فیصلہ صرف اس بات کا کرنا ہے کہ اصل مجرم وہ ہے جس نے زنا کا ارتکاب کیا یا وہ جس نے اس کو دیکھنے کا گناہ کیا اور جس کی عزت سر بازار پامال ہوئی؟ زنا بالجبر کے جرم کا شکار تو خود عورت ہوتی ہے، اس کے لئے چار گواہوں کی شرط کے بعد قانون کی مدد لینا کیونکر ممکن ہوگا۔ یکم ستمبر کے اخبارات میں سلیکٹ کمیٹی کی یہ متفقہ ترمیم شائع ہوئی ہے کہ زنا بالجبر میں بھی چار گواہ لازمی کر دیے جائیں، اس کے بعد یہ بل زنا کی شکار عورت پر صریح ظلم بن گیا ہے نہ کہ تحفظ خواتین بل۔ زنا بالرضا انگریز دور کے قوانین بحال ہونے کی بنا پر جائز، حدود قوانین تمام دیگر قوانین کے تابع اور زنا بالجبر میں بھی عورت کے لئے چار گواہ۔☆ نتیجہ واضح ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں زنا کے لئے ہر طرح کی کھلی چھوٹ مل گئی!!

www.KitaboSunnat.com

⑦ حدود آرڈیننس میں زنا کے علاوہ اقدام زنا، فحاشی اور مبادیات زنا کی بھی سزائیں مقرر کی گئی تھیں، جب جنسی فعل کی مکمل شہادتیں پوری نہ ہوں تو اس وقت فحاشی کے ارتکاب کے جرم میں تعزیرات دی جاتی تھیں۔ موجودہ ترمیم میں ایسے تمام جرائم کی سزاؤں کو منسوخ کرنے کی سفارش کی گئی ہے، جس کے بعد یہ چیزیں بھی جرم نہ رہیں گی۔

⑧ اسلام نے زنا کے چار گواہوں کے لئے مسلم اور بالغ ہونے کی شرط لگائی ہے، جبکہ موجودہ ترمیمی بل کے بعد یہ گواہی غیر مسلم بھی دے سکتے ہیں جو غیر اسلامی ہے۔

⑨ مجوزہ ترامیم کی شق ۵ کی ذیلی دفعہ پنجم میں ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی سے ہونے والے زنا کو لازماً زنا بالجبر قرار دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ پیش کی گئی ہے کہ اس سے کم عمر لڑکی کی رضامندی کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ ترمیم بھی خلافِ اسلام اور زمینی حقائق سے متصادم ہے۔ اس ترمیم کے ذریعے ۱۶ برس تک لڑکی کے زنا کو قانونی تحفظ دیا گیا ہے کہ ایسے زنا کو لازماً زنا بالجبر تصور کرکے لڑکی کو سزا سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بلوغت کے فوراً بعد ہی بے شمار لڑکیاں زنا بالرضا کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ مغربی سکولوں کے اعداد و شمار میں اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے، کیونکہ زنا کا تعلق ذہنی بلوغت کے بجائے جسمانی بلوغت اور جنسی فعل کو کرنے کی صلاحیت سے ہے۔ پھر تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۸۳ کے تحت ۱۲ برس تک کے بچے کو ہی فوجداری جرم سے استثنا کی رعایت مل سکتی ہے لیکن اس ترمیم میں یہ رعایت ۱۶ برس تک دی جارہی ہے۔ زنا کے جرم سے ہی یہ امتیاز کیوں برتا جارہا ہے؟

☜ الغرض حدود قوانین کے حوالے سے تمام پروپیگنڈے کا آغاز 'یہ خدائی قانون نہیں' کہہ کر کیا گیا اور آخر کار اس سے کہیں بدتر اور متنازعہ انسانی قانون کو پیش کردیا گیا۔

◉ دعویٰ کیا گیا کہ قوم کو تقسیم کرنے والے ایشوز پر اتفاقِ رائے پیدا کرنے کے لئے 'ذرا

☆ سلیکٹ کمیٹی کا یہ موقف باہم متضاد ہے۔ اگر چار گواہ اس لئے ضروری قرار دیے گئے ہیں کہ زنا بالجبر حد زنا کے زمرے میں آتا ہے تو پھر ترمیمی بل میں زنا بالجبر کی دفعات کو تعزیراتِ پاکستان میں کیوں ڈالا گیا؟ حدود آرڈیننس میں ہی کیوں برقرار نہیں رکھا گیا اور اگر اسے تعزیر سمجھا جاتا ہے تو پھر اس پر چار گواہ کا مطالبہ کیوں؟ یہ تو ان کے موقف کا تضاد ہے جس کی وجہ دراصل زنا کے جرائم کو ناقابل عمل بنانا ہے۔ البتہ اسلام کی رو سے زنا بالجبر یا بالرضا، زنا کا مقدمہ حدود اللہ کے تحت ہی آتا ہے جیسا کہ زنا بالجبر کے حوالے سے ہمارا موقف گذشتہ شمارے میں تفصیلاً شائع ہوچکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

سوچئے' کی مہم چلائی گئی ہے۔لیکن قوم اس بحث سے پہلے متحد تھی، اب کہیں زیادہ تقسیم ہوگئی ہے!!

◉ دعویٰ کیا گیا کہ یہ قانون خواتین کے تحفظ کے لئے ہے، جبکہ موجودہ قانون کی صورت میں زنا کرنے والے مرد کے خلاف شکایت کو ناممکن بنا کر خواتین سے مزید ظلم کیا جارہا ہے۔

◉ دعویٰ کیا گیا کہ حدود قوانین کو منسوخ نہیں کیا جائے گا، لیکن یہ ترامیم نہایت بھونڈی اور یک لخت منسوخی سے کہیں زیادہ ہیں۔

◉ پروپیگنڈا کیا گیا کہ ''کتاب وسنت کے خلاف ایک بھی شق نہیں ہوگی۔'' لیکن یہاں پر قرآن وسنت کے خلاف سزاؤں کے علاوہ طریقِ کار ایسا بنایا گیا ہے کہ عملاً سزا کا امکان ہی باقی نہیں رہتا۔ بل کے اس مختصر جائزے سے یہ بھی بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ

ترمیم حدود آرڈیننس کی بجائے دراصل حدود اللہ میں کی جارھی ھے!!

اس بل میں بعض ترامیم اسلامی احکامات کے صریح خلاف ہیں، جبکہ سزا کا طریقِ کار اس قدر غیر متوازن ہے کہ اس کے ذریعے کسی کا جرم زنا کی سزا پانا ممکن نہیں رہتا، جس کا نتیجہ ملک میں بے راہ روی کے مزید فروغ اور فحاشی وبے حیائی کی صورت میں نکلے گا۔ بے راہ روی کا مردوں کے بجائے عورتوں کو زیادہ نقصان ہے، آخر کار یہ بل 'تحفظ حقوقِ نسواں' کے بجائے 'بدکاری کا لائسنس' قرار پائے گا جس سے پاکستان میں خواتین کی حرمت وتقدس پامال ہونے کا خطرہ کہیں زیادہ بڑھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اراکینِ اسمبلی اور حکمرانوں کو ہدایت دے کہ چندروزہ اقتدار کے لئے وہ اللہ کی حدود سے یہ مذاق اور کھیل بند کریں، اللہ کی گرفت دنیا میں بھی سخت ہے اور آخر کار روزِ محشر سب کو اس کے حضور جواب دہ ہونا ہی ہے۔ ▣

'تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء' میں خلافِ اسلام ترامیم کی فہرست

① زنا بالجبر کی صورت میں سزاے موت غیر اسلامی ہے کیونکہ کنوارے زانی کی سزا موت نہیں ہے، چاہے وہ زنا بالجبر ہی کرے۔

② PPC میں ۱۹۷۹ء سے قبل انگریز دور کے قوانین زنا بحال ہوگئے ہیں (حدود آرڈیننس کی دفعہ ۱۹ کو منسوخ کردینے سے) جن میں کنواری، بیوہ یا مطلقہ کے لئے زنا کوئی جرم ہی نہیں اور شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کی زنا کاری کی سزا بھی محض ۵ سال ہے۔ یہ بھی واضح

www.KitaboSunnat.com

رہے کہ اسلام میں کنوارے زانی کی سزا ۱۰۰ کوڑے ہے، نہ کہ محض ۵ یا ۷ سال!

③ حدود قوانین صرف نمائشی اور عملاً معطل ہیں کیونکہ PPC اور حدود میں تضاد کے بعد دفعہ ۳ کو حذف کرکے PPC پر بچے کھچے حدود قوانین کی برتری کو بھی ختم کردیا گیا ہے۔

④ اسلام میں چار گواہوں میں مدعی شامل ہوتا ہے، ترمیم میں مدعی کے علاوہ چار گواہوں کا تقاضا کیا گیا ہے۔

⑤ پھر ہر صورت میں چار گواہ ضروری نہیں بلکہ ملزم کا اکیلا اعتراف بھی زنا کا کافی ثبوت ہے۔

⑥ گواہوں کا مسلمان، بالغ ہونا ضروری ہے۔ نئی ترمیم میں چار گواہ غیر مسلم بھی ہوسکتے ہیں جو غیر اسلامی ہے۔

⑦ سلیکٹ کمیٹی کی نئی متفقہ سفارش (اخبارات یکم ستمبر) کی رو سے زنا بالجبر میں بھی چار گواہ ضروری ہیں۔ زنا بالجبر میں اصل مظلوم تو عورت ہے، وہ چار گواہ کہاں سے لائے گی؟ نتیجہ یہ کہ زنا بالجبر کی سزا بھی عملاً معطل ہے۔ اب زنا بالرضا تو PPC کے سابقہ قوانین بحال ہونے کی وجہ سے کوئی جرم نہیں رہا، حدود آرڈیننس ویسے ہی تابع ہیں۔ عملاً پاکستان میں زنا کاری کی کھلی چھوٹ ہوگی ہے، یہ بل دراصل 'بدکاری کا لائسنس' ہے۔

⑧ اقدامِ زنا، فحاشی، برہنہ اور اغوا کرنے وغیرہ کے جرائم ناقابل سزا بنادیے گئے ہیں۔
(حدود آرڈیننس کی دفعات ۱۰ تا ۱۶ اور ۱۸ کو حذف کردینے سے)

⑨ ۴ گواہوں کے باوجود زنا کی سزا کا جج کی صوابدید پر رہنا غیر اسلامی ہے اور قذف کی سزا دینے کے لئے محض جج کا اطمینان کافی سمجھنا بھی غیر اسلامی ہے۔

⑩ زنا کی رپورٹ میں ۴ گواہوں کا تقاضا غیر اسلامی ہے، ۴ گواہوں کی ضرورت تو فیصلہ کے وقت ہے، رپورٹ اکیلا شخص بھی دے سکتا ہے۔

⑪ ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا 'زنا بالجبر' سمجھا جائے، یہ بات بھی غیر اسلامی ہے۔ کیونکہ بلوغت کے بعد لڑکی کی رضامندی معتبر ہے۔ PPC کی دفعہ ۸۳ میں یہ رعایت صرف ۱۲ سال تک کے بچے کو حاصل ہے جبکہ اسلام میں یہ رعایت بلوغت تک حاصل ہے، اس کے بعد نہیں۔ اسے ۱۶ سال تک کرنا غیر اسلامی ہے!!

⑫ حد زنا آرڈیننس کی کل ۲۲ دفعات میں سے ۱۲ کو منسوخ اور ۶ میں ترمیم تجویز کی گئی ہے صرف چار باقی رہ گئی ہیں۔ کیا یہ ترمیم ہے یا منسوخی؟

www.KitaboSunnat.com